درد

خواجہ میر نام اور درد تخلص ہے۔ دہلی میں 1721 میں پیدا ہوئے اور 1785 میں انتقال ہوا۔ ان کے آباو اجداد اورنگ زیب کے عہد میں بخارا سے دہلی آئے تھے۔ درد کو تصوف اور علم وادب کا شوق وراثت میں ملا۔ ان کے بزرگوں کا تعلق تصوف کے نقشبندیہ سلسلے سے تھا۔ والد خواجہ محمد ناصر فارسی کے اچھے شاعر تھے اور عندلیب تخلص کرتے تھے۔ درد نے بھی شعر گوئی کا آغاز فارسی زبان میں کیا اور بعد میں اردو کی طرف توجہ کی۔ درد نے شاعری کے علاوہ نثر نگاری کی طرف بھی توجہ کی اور ابتدائے عمر سے ہی تصنیف وتالیف کی طرف مائل رہے اور کئی رسالے اپنی یادگار چھوڑے جو فارسی زبان میں ہیں۔ محمد حسین آزاد نے اپنی کتاب 'آبِ حیات' میں لکھا ہے کہ انہوں نے صرف پندرہ برس کی عمر میں ہی پہلا رسالہ لکھا۔ مشہور ہے کہ اکیس برس کی عمر سے ہی انہوں نے فقیرانہ لباس زیب تن کر لیا مگر ساری عمر دین و دنیا دونوں سے تعلق رکھا۔ شادی بھی کی اور دنیاوی دلچسپیوں کے ساتھ ساتھ شرعی طور زندگی گزاری مگر نہ کبھی کسی دربار سے وابستہ ہوئے نہ غیر ضروری مدح سرائی کی۔

خواجہ میر درد کا ایک دیوان فارسی اور دوسرا اردو میں ہے۔ ان کی غزلیں زیادہ طویل نہیں ہوتیں۔ عام طور پر پانچ سات یا نو اشعار لکھے ہیں۔ تصوف سے قربت کے سبب ان کے خیالات میں سنجیدگی، متانت اور دردمندی ہے۔ سوز وگداز کی بھی کمی نہیں۔ کلام میں بے حد روانی اور آمد ہے۔ اندازِ بیان عام طور پر سیدھا سادہ اور سلیس ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان کے دل پر عشقِ الٰہی کے سبب جو کچھ گذرتی ہے اسے اشعار میں بیان کر دیتے ہیں۔ ان کا شمار اردو کے ایسے صوفی شاعروں میں ہوتا ہے جنہوں نے تصوف اور عشقِ حقیقی کو کلام کے ساتھ ساتھ زندگی کا بھی حصہ بنایا ہے۔ اردو شاعری میں تصوف پیش کش آپ نے جس خوب صورتی کے ساتھ کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

غزلیں

خواجہ میر درد

(۱)

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے
جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

شمع کی مانند ہم اس بزم میں
چشم نم آئے تھے دامن تر چلے

جوں شرر اے ہستی بے بود یاں
بارے ہم بھی اپنی باری بھر چلے

ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

(۲)

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

مرا غنچہ دل ہے وہ دل گرفتہ
کہ جس کو کسو نے کبھو وا نہ دیکھا

اذیت، مصیبت، ملامت، بلائیں
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

کیا مجھ کو داغوں نے سر و چراغاں
کبھو تو نے لیکن نہ دیکھا نہ دیکھا

یگانہ ہے تو آہ بے گانگی میں
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا

حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

شب و روز اے دردؔ درپے ہو اس کے
کسو نے جسے یاں نہ سمجھا نہ دیکھا

لفظ و معنی

تہمت	۔	الزام، بہتان
مانند	۔	جیسا، مطابق، ہو بہو
بزم	۔	محفل، مجلس، سبھا
چشم	۔	آنکھ
شرر	۔	آگ کی چنگاری
بارے	۔	لیکن، آخر
ہستی بے بود	۔	بے وجود، ایسی ہستی جس کی کوئی وقعت نہ ہو
تلک	۔	تک
جلوہ	۔	نظارہ، صورت، نمائش کرنا
دل گرفتہ	۔	غمگین، مغموم، عاشق
کسو	۔	'کسی' کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اردو کے ابتدائی دور میں یہ انداز تھا۔
کبھو	۔	'کبھی' کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اردو کے ابتدائی دور میں یہ انداز تھا۔
اذیت	۔	دکھ، تکلیف
سرو چراغاں	۔	سرو ایک درخت ہے جو سیدھا مخروطی شکل کا ہوتا ہے۔ سرو چراغاں سے مراد وہ جھاڑ ہے جو سرو کی طرح ہوتا تھا اور محفلوں میں روشن کیا جاتا تھا۔
یگانہ	۔	بے مثال، بے نظیر، واحد، اکیلا
حجاب	۔	پردا
شب و روز	۔	رات دن
رخِ یار	۔	دوست کا چہرہ، محبوب کا چہرہ

آپ نے پڑھا

- آپ نے دردؔ کی دو غزلیں پڑھیں۔ دردؔ جس زمانے کے شاعر تھے اس میں غزل گوئی کا ایک رجحان عشق حقیقی یا تصوف کا بھی تھا جس سے درد بھی تعلق رکھتے تھے۔

- دردؔ ایک صوفی تھے اور ان کے دل میں اللہ اور اس کے بندوں کی محبت بھری ہوئی تھی۔ اس محبت اور دردمندی کا دردؔ کی غزلوں میں کھل کر اظہار ہوا ہے۔
- صوفی کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی ذات ہی اصل ہے اور باقی ساری چیزوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مگر دنیا کی ہر شئے میں اس کے بنانے والے یعنی اللہ کا جلوہ موجود ہے انسان دنیا میں رہتا ہے تو خدا کا جلوہ دیکھنے کے لیے بے چین رہتا ہے۔ اس کا وجود ایک ایسے قطرے کی طرح ہے جو دریا (یعنی اپنے اصل) سے ملنے کے لیے بے قرار ہو۔ اگر وہ اللہ سے نہ مل سکے تو اس کی ہستی بے معنی ہے۔ اور اللہ سے وصال ہی اس کے لیے راحت کا سبب ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جو دردؔ نے ان غزلوں میں الگ الگ انداز سے بیان کی ہیں۔ انداز بیان بہت سادہ اور رواں ہے۔
- پہلی غزل میں دردؔ نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ انسان جب دنیا میں آتا ہے تو اپنی آمد کے مقصد کو بھول جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں پھنس کر چند الزامات اپنے سر لے لیتا ہے اور ناپائیدار دنیا سے رخصت ہوتے وقت گناہوں کا شکار ہو کر جاتا ہے۔ دوسری غزل میں شاعر نے عشق الٰہی کی مختلف کیفیتوں کو پیش کیا ہے اور یہ دکھایا ہے کہ ایک سچے عاشق (صوفی) کی اپنے محبوب (اللہ) سے جدائی کے سبب کیا حالت ہوتی ہے۔
- دردؔ کی ان غزلوں میں ان کے صوفی ہونے کے اثرات نمایاں ہیں۔

آپ بتائیے

1. شاعر نے ان غزلوں میں کس کی باتیں کی ہیں اور کس کو مخاطب کیا ہے؟
2. عشق مجازی اور عشق حقیقی کا کیا مطلب ہے؟ دردؔ کے یہاں عشق کی کون سی صورت موجود ہے؟
3. 'تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا' ۔ یہ بات شاعر نے کس کے لیے کہی ہے اور کیوں کہی ہے؟
4. 'حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم' ۔ اس مصرع کا کیا مطلب ہے؟
5. کون سی ایسی ذات ہے جس کی مثال ملنی ناممکن ہے؟
6. پہلی اور دوسری غزل میں آپ کے خیال سے کوئی فرق ہے یا نہیں؟
7. دردؔ کی غزلوں کا انداز بیان کیسا ہوتا ہے؟

مختصر گفتگو

1. دردؔ کا تعلق تصوف کے کس سلسلے سے تھا؟

(الف) فردوسیہ (ب) چشتیہ (ج) نقشبندیہ (د) ان میں سے کوئی نہیں

2. دردؔ کی پیدائش کہاں ہوئی؟

(الف) دہلی (ب) پٹنہ (ج) لکھنؤ (د) بخارا

3. دردؔ نے کتنے برس کی عمر میں پہلا رسالہ تصنیف کیا؟

(الف) پندرہ (ب) بیس (ج) پچاس (د) ساٹھ

1. دردؔ کی شاعری اردو کے علاوہ اور کس زبان میں ہے؟

(الف) عربی (ب) فارسی (ج) ترکی (د) انگریزی

1. دردؔ کے اسلاف کہاں سے دہلی آئے تھے؟

(الف) افغانستان (ب) ترکی (ج) بخارا (د) پاکستان

تفصیلی گفتگو

1. دردؔ کی غزل گوئی کی اہم خصوصیات مختصراً لکھیے۔
2. دردؔ کے حالات زندگی چند جملوں میں لکھیے۔
3. دردؔ کی کسی ایک غزل کے تین اشعار اپنی یادداشت سے لکھیے۔
4. دردؔ کے درج ذیل شعر کی تشریح کیجیے۔

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

آیئے، کچھ کریں

1. اپنے استادوں یا دوستوں سے تصوف کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔
2. دردؔ کی جو غزلیں آپ کے نصاب میں ہیں، ان کے علاوہ کوئی غزل تلاش کر کے اپنی کاپی پر نوٹ کیجیے۔
3. دردؔ کے زمانے میں جو دوسرے شعرا غزلیں کہہ رہے تھے ان کا نام اپنے استاد سے پوچھیے۔